عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۷ تا ۱۳/ رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۵ تا ۱۱/ ستمبر ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۱۵

عقیدہ ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں

7 ستمبر ایک تاریخ ساز دن

7 ستمبر کے آئینی تقاضے

تحفظ ختم نبوت کی تحریک

تاریخی جائزہ

Email: editorkn@yahoo.Com

Website: http://www.Khatme-nubuwwat.Org

خواب میں زیارت نبویؐ سے صحابی کا درجہ:

س:...... کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو اسے صحابہ کرامؓ کا درجہ ملتا ہے؟

ج:...... ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ خواب میں زیارت سے صحابی کا درجہ نہیں ملتا۔ صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایمان کی حالت میں آپؐ کی زیارت کی ہو اور پھر ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو، یہاں یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ صحابی کا درجہ کسی غیر صحابی کو نہیں مل سکتا خواہ وہ کتنا ہی بڑا غوث، قطب اور ولی اللہ کیوں نہ ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار سال کا زمانہ گزرا ہے:

س:...... پچھلے دنوں اخبار میں ایک انسانی کھوپڑی کی تصویر چھپی تھی اور لکھا تھا کہ: ”یہ کھوپڑی تقریباً ۱۶ لاکھ سال پرانی ہے۔“ یہ پڑھ کر تعجب ہوا کیونکہ سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام تھے، ان کو زیادہ سے زیادہ اس زمین پر آئے ہوئے دس ہزار سال گزرے ہوں گے، اس سے پہلے انسان کا اس زمین پر وجود نہ تھا، تو سائنسدانوں کا اس انسانی کھوپڑی کے بارے میں یہ خیال کہ یہ ۱۶ لاکھ سال پرانی ہے کہاں تک درست ہے؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس زمین پر آئے ہوئے اندازاً کتنے سال ہو گئے ہیں؟

ج:...... مؤرخین کے اندازے کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار سال کے قریب زمانہ گزرا ہے سائنسدانوں کے یہ دعوے کہ اتنے لاکھ سال پرانی کھوپڑی ملی ہے محض اٹکل پچو ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا:

س:...... حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے کون سا سجدہ کیا تھا؟

ج:...... اس میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو بطور تعظیم تھا، دوم یہ کہ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور آدم علیہ السلام کی حیثیت ان کے لئے ایسی تھی جیسی ہمارے لئے قبلہ شریف کی۔

کیا انسان آدمؑ کی غلطی کی پیداوار ہے؟

س:...... آدم علیہ السلام کو غلطی کی سزا کے طور پر جنت سے نکالا گیا اور انسانیت کی ابتدا ہوئی، تو کیا اس دنیا کو غلطی کی پیداوار سمجھا جائے؟ یا پھر آدمؑ کی اس غلطی کو مصلحت خداوندی سمجھا جائے؟ اگر آدمؑ کی اس غلطی میں مصلحت خداوندی تھی تو کیا انسان کے اعمال میں بھی مصلحت خداوندی شامل ہوتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر وہ اعمال وافعال کی سزا کا ذمہ دار کیوں؟

ج:...... حضرت آدم علیہ السلام سے جو خطا ہوئی تھی وہ معاف کر دی گئی، دنیا میں بھیجا جانا بطور سزا کے نہیں تھا بلکہ خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی نسل:

س:...... حضرت آدم علیہ السلام سے نسل کس طرح چلی؟ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو پیدا فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام کی اولادوں میں تین نام قابل ذکر ہیں اور یہ تینوں نام لڑکوں کے ہیں: (۱) ہابیل، (۲) قابیل، (۳) شیث۔ آخر کار ان تینوں کی شادیاں بھی ہوئی ہوں گی، آخر کس کے ساتھ جبکہ کسی بھی تاریخ میں آدم علیہ السلام کی لڑکیوں کا ذکر نہیں آیا۔ آپ مجھے یہ بتا دیجئے کہ ہابیل، قابیل اور شیث سے نسل کیسے چلی؟ میں نے متعدد علمائے سے معلوم کیا مگر مجھے ان کے جواب سے تسلی نہیں ہوئی اور بہت سے علماً نے غیر شرعی جواب دیا۔

ج:...... حضرت آدم علیہ السلام کے یہاں ایک بطن سے دو بچے جڑواں پیدا ہوتے تھے اور وہ دونوں آپس میں بھائی بہن شمار ہوتے تھے اور دوسرے بطن سے پیدا ہونے والے بچوں کے لئے ان کا حکم چچا کی اولاد کا حکم رکھتا تھا۔ اس لئے ایک حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے لڑکیوں کا نکاح دوسرے بطن کے بچوں سے کر دیا جاتا تھا۔ ہابیل، قابیل کا قصہ اسی سلسلہ پر پیش آیا تھا۔ قابیل اپنی جڑواں بہن سے نکاح کرنا چاہتا تھا جو دراصل ہابیل کی بیوی بننے والی تھی۔ لڑکیوں کا ذکر عام طور سے نہیں آیا کرتا، قابیل و ہابیل کا ذکر بھی اس واقعہ کی وجہ سے آ گیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم اور زبور:

س:...... یہودی، عیسائی اور مسلمان قوم تو دنیا میں موجود ہے، آیا حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم بھی دنیا میں کہیں موجود ہے؟ اگر ہے تو کہاں؟ اور زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، وہ کسی بھی حالت میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کہاں ہے؟

ج:...... حضرت داؤد علیہ السلام کا شمار انبیائے بنی اسرائیل میں ہوتا ہے اور وہ شریعت تورات کے متبع تھے، اس لئے ان کے وقت کے بنی اسرائیل ہی آپ کی قوم تھے۔ موجودہ بائبل کے عہد نامۂ قدیم میں ایک کتاب ”زبور“ ہے جسے یہودی حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل شدہ مانتے ہیں۔

ختم نبوۃ

جلد:۲۲ شمارہ:۱۵ ۷ تا ۱۳/ رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۱ تا ۱۵/ ستمبر ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

[redacted]
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ
[redacted]
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم
[redacted]
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
[redacted]
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا اللہ وسایا

[redacted]
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا اسماعیل شجاع آبادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر کریم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد قریشی، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

۷/ستمبر ایک تاریخ ساز دن (اداریہ)	4
عقیدۂ ختم نبوت قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید)	8
۷/ستمبر کے آئینی تقاضے!	12
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ حیات وخدمات (مولانا اللہ وسایا)	17
تحفظ ختم نبوت کی تحریک تاریخی تجزیہ (مفتی محمد جمیل خان)	19

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 9-383 الائیڈ بینک ... 2-027 ... کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
... Stockwell ...
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
... Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: ... Fax: ...

پبلشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷/ستمبر......ایک تاریخ ساز دن

۷/ستمبر۱۹۷۴ء کے دن کو ہماری قومی وملی تاریخ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ دن مسلمانوں کے لئے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے' ایک ایسا گروہ جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا' اس دن اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ پر وقت کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو (جو خود کو "احمدی" کہلواتے ہیں) ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ جمہوری اور پارلیمانی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا۔ برصغیر پاک وہند میں سب سے پہلے مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قوم کی حیثیت سے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اگرچہ محتاط مطالبہ کیا تھا تاہم عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی فتنہ کے مضمرات کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کے بلند پایہ افکار ونظریات گواہ ہیں کہ انہوں نے قادیانیت کے خاتمہ کے لئے وہی حل تجویز کیا تھا جو آج سے پندرہ سو برس پہلے اسلام نے ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے پیش کیا تھا۔ قادیانی فتنہ کا خاتمہ دینی ضوابط' شرعی اصولوں اور علامہ اقبالؒ کے فکری تقاضوں کے تحت ہی ممکن ہے۔ ۷/ستمبر۱۹۷۴ء کا یادگار فیصلہ اپنے پیچھے مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا حامل ہے۔ قادیانیوں کو ان کے مذہبی' دینی اور معاشرتی تشخص کی بنا پر مسلمانوں سے الگ قوم قرار دینا ضروری تھا۔ قادیانیوں کے مخصوص مذہبی عقائد' قول وفعل اور طرز عمل نے ثابت کر دکھایا کہ وہ بہر طور مسلمانوں سے علیحدہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں' مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت اور اس کے مختلف النوع دعاوی پر ایمان ویقین رکھنے کے بعد وہ ایک ایسی امت کا درجہ رکھتے ہیں جس کا ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ الگ دین' الگ مذہب' الگ معاشرت اور الگ پیغمبر پر ایمان کے بعد قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں سے نکال کر اپنے مذہب کا تحفظ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا دفاع کرنا مسلمانوں کا دینی' شرعی' اخلاقی اور قانونی حق تھا' چنانچہ مسلمانوں نے ایک طویل پرامن تحریک کے ذریعہ اپنا اصولی حق حاصل کیا۔ قادیانیت کا احتساب اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس نے نہ صرف اسلام کا لیبل استعمال کیا' بلکہ تمام مخصوص مقدس شعائر اسلامی کو اختیار کرکے اہانت اسلام کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ بھی ڈالا۔ ۷/ستمبر۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی حقیقت جاننے کے لئے قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کردار اور اس کی تحریک کے مقاصد کا بہ نظر غائر مشاہدہ اور تجزیہ ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی سامراج کی ایجاد اور ضرورت تھا' برطانوی سامراج نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے روپ میں ہندوستان پر قبضہ کیا' جنگ پلاسی سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک ہندوستان میں انگریز ظاہری کامیابیوں اور کامرانیوں کے زینے طے کرتے رہے لیکن دلوں کو فتح کرنے کا برطانوی سامراج کا نظریہ خام خیالی نکلا' وہ مسلمانوں کے جسموں پر حکومت کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن ان کے دلوں پر حکومت کرنا ان کے بس کا روگ نہ بن سکا' برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ موت کو غلامی کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں' علمائے حق نے بیش بہا قربانیاں دے کر مسلمانوں میں روح جہاد کو تازہ رکھا' انگریز نے ہندوستان میں اپنی حکومت کے استحکام کے لئے جو روح فرسا مظالم ڈھائے' ان کی تمام تر تفصیل مسٹر ایڈورڈ ٹامسن کی کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اپنے تمام تر مظالم' جبر واستبداد کے باوجود انگریز' ہندوستانی مسلمانوں کو زیر نہ کرسکا' مسلمان حریت پسندوں کا جذبہ جہاد' انگریز کے لئے سوہان روح بن گیا۔ انگریز سامراج کی پریشانی کا اندازہ ڈاکٹر ولیم ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" سے لگایا جاسکتا ہے۔ ۱۸۶۹ء میں برطانوی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد نے سر ولیم کی قیادت میں ہندوستان بھر کا دورہ کیا' وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمان غلامی پسند نہیں کرتے' ایسے حالات میں وہ جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور شہادت کی موت کو اپنے لئے باعث نجات اور باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وفد نے "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" کے عنوان سے دو رپورٹیں مرتب کیں' ایک رپورٹ میں مسئلہ کی نشاندہی کی (جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) اور دوسری رپورٹ میں مسئلہ کا حل تجویز کیا گیا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے مذہبی وروحانی پیشواؤں کی اندھی پیروکار ہے' اگر ہمیں ان میں سے کوئی ایسا شخص مل جائے' جو جہاد کی منسوخی کی الہامی سند پیش کرے تو ایسے شخص کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر کام لیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ مخصوص پس منظر تھا' جس کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریز سرکار نے نظریہ

ضرورت کے تحت سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا' اپنے خاندانی پس منظر کے حوالے سے بھی مرزا قادیانی کا انتخاب موزوں ترین تھا' مرزا قادیانی کے والد نے جنگ آزادی میں حریت پسندوں کو کچلنے کے لئے پچاس گھوڑے مع سواروں کے انگریزوں کی مدد کے لئے دیئے تھے' مرزا قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر مشہور سفاک اور ظالم جنرل نکلسن کی فوج میں شامل رہا تھا' مرزا قادیانی کے آباؤ اجداد انگریز کے وفادار اور خیر خواہ تھے۔ "تاریخ رئیسان پنجاب" تصنیف کردہ مسٹر گریفن میں اس کی سند موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اپنی تحریک کا آغاز کیا' پہلے وہ مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آیا' اس نے ابتدا میں مذہبی مصلح اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا' پھر مجدد بن بیٹھا' ترقی کرتے ہوئے مہدی بنا' پھر مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا' اس کے بعد ظلی و بروزی نبی ہونے کی غیر اسلامی اصطلاحات اختیار کیں اور پھر ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبوت کا اعلان کر دیا' اس کا دعویٰ تھا کہ اس پر وحی بارش کی طرح نازل ہوتی ہے' اس نے دس لاکھ نشانات (معجزات) کا دعویٰ بھی کیا۔ "جماعت احمدیہ" کے بانی ہونے کی حیثیت سے اس کی تحریک کا مرکز ومحور تنسیخ جہاد اور اطاعت برطانیہ رہا' برطانوی سامراج کے ظلم وستم کے علی الرغم اس نے برطانوی سرکاری کی مدح وستائش اور جہاد کی مخالفت میں اپنا سارا زور صرف کیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس نے انگریز کی تائید وحمایت میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۱۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)۔ اس کا یہ دعویٰ اس لحاظ سے سچا تھا کہ اسے خود یہ اعتراف تھا کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک کو متعارف کروانے کے لئے براہین احمدیہ لکھی' حریت پسند علما اور مسلمانوں پر وحشیانہ ظلم وستم کے باوجود اس نے انگریز کی مکمل اطاعت' وفاداری وفرمانبرداری اختیار کرنے پر زور دیا' آزادی کے متوالوں اور انگریز سامراج کے خلاف باغیانہ خیالات رکھنے والوں کو غدار' قزاق اور گھٹیا القابات دے کر انگریز کا حق نمک ادا کیا۔ برصغیر پاک وہند کے علما نے مرزا قادیانی کے مختلف النوع دعوؤں' الہامات اور مسلمانوں کے برعکس انگریز کی حمایت اور وفاداری کے حوالے سے کردار ومقاصد کا سختی سے نوٹس لیا۔ مرزا قادیانی کے دعاوی پر سب سے پہلے علمائے لدھیانہ نے کفر کا فتویٰ جاری کیا' بعد ازاں مرزا قادیانی کے عزائم کو بھانپتے ہوئے روحانی' دینی' مذہبی' سیاسی اور علمی شخصیات بھی میدان عمل میں آ گئیں۔ حضرت پیر مہر علی گولڑوی فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مستقل قیام کی خاطر حجاز مقدس میں ٹھہرے تو وہاں پر مقیم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے حضرت پیر صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ ہندوستان نہ چھوڑیں' وہاں ایک فتنہ رونما ہونے والا ہے' آپ کا ہندوستان میں خالی بیٹھے رہنا بھی باعث برکت ہوگا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے عملاً مرزا قادیانی کو مباہلہ ومناظرہ کے ایمان پرور چیلنج دے کر مسلمانوں کو نہ صرف گمراہی سے بچایا بلکہ مرزا صاحب کو چاروں شانے چت کر دیا۔ روحانی محاذ پر حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ پیر جماعت علی شاہؒ اور بالخصوص حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے قادیانیت کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے وعظ ونصیحت کے علاوہ قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کرنے والوں کے لئے پرسوز دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے نہ صرف مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ دیا بلکہ اسے کافر نہ ماننے والوں کے خلاف بھی کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ علمی محاذ پر مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوری' مولانا محمد علی مونگیری' مولانا ابراہیم سیالکوٹی' مولانا سید ابو الحسن علی ندوی' پروفیسر الیاس برنی رحمہم اللہ تعالیٰ اور مولانا محمد عبداللہ معمار مصنف "محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک" نے بھرپور قلمی جہاد کیا۔ صحافت کے میدان میں مولانا ظفر علی خان نے نظم ونثر کے ذریعہ قادیانیت کے بخیے ادھیڑے' خطابت کے میدان میں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے زور بیان سے قادیانیت کا گریبان چاک کئے رکھا' یہ انفرادیت حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کو حاصل ہے کہ انہوں نے دینی' علمی اور عملی طور پر قادیانیت کے خلاف دائرہ تنگ کئے رکھا' فکری محاذ پر علامہ اقبالؒ نے قادیانی فتنہ کو ضرب کلیمی کے ذریعہ پاش پاش کیا' مناظرہ ومباہلہ کے محاذ پر مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی کو ناک آؤٹ کیا۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی فکرمندی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں کے احتساب کے حوالے سے استاذ الاساتذہ ہونے کے باوجود اپنے شاگردوں کے شاگرد حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تجویز پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو امیر شریعت منتخب کیا گیا' لاہور شیرانوالہ گیٹ کے فقید المثال اجتماع میں پانچ سو علماء نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس اجتماع میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا عبدالعزیزؒ گوجرانوالہ' مولانا ظفر علی خانؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جیسی جلیل القدر ہستیوں نے شاہ جیؒ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر قادیانی فتنہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کا عہد کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانی جماعت نے گورنر پنجاب سر موڈی کی نظر عنایت کے طفیل دریائے چناب کے کنارے پہاڑی کے دامن میں ایک وسیع رقبہ اپنی جماعت کے نام پر کوڑیوں کے مول خرید کر پاکستان کے قلب میں ایک جدید اسرائیل کی بنیاد رکھی۔ اس جگہ کا نام پہلے چک ڈھگیاں تھا' قادیانیوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی خاطر نیا نام ربوہ رکھا جسے اب تبدیل کر کے سرکاری طور پر چناب نگر کا نام دیا گیا ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد پہلی ملکی کابینہ میں تو سر

ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ بنایا گیا۔ اسی ظفر اللہ خان قادیانی نے اپنے محسن قائد اعظم محمد علی جناح کے جنازہ میں موجود ہوتے ہوئے بھی ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی' چونکہ قائد اعظم قادیانی نہ تھے' اخباری نمائندوں کے استفسار پر انہوں نے دل کی بات کھول دی کہ انہیں مسلمان حکومت کا کافر وزیر سمجھ لیں یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر۔ ظفر اللہ خان قادیانی کی وزارت نے قادیانیت کو تقویت بخشی' کیونکہ وہ بڑی سرکار کی آنکھ کا تارا تھے۔ قادیانی اپنے اثر و نفوذ اور برطانوی سرکار کی مسلسل سرپرستی کے باعث پاکستان میں اقتدار کے خواب دیکھنے لگے' پاک فضائیہ اور بری فوج کے چند افسران نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملاقات کرکے انہیں قادیانی خطرے سے آگاہ کیا' شاہ جیؒ غریب الدیار تھے' بیماری' کمزوری اور بڑھاپا اس پر سوا تھا' احرار کی قوت منتشر تھی' اس کے باوجود شاہ جیؒ نے کمزور جسم اور مضبوط ایمان کی بنیاد پر قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے کا مصمم عزم کرلیا۔ انہوں نے قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے سے پہلے جماعت احرار کی سیاسی حیثیت کے خاتمہ کا اعلان کیا۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے شاہ جیؒ کے اخلاص اور جذبہ کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ اسی بابرکت اتحاد کی بدولت ۳۱ علمائے کرام کے ۲۲ نکات مرتب ہوئے جو آگے چل کر ملک کے دستوری آئینی ڈھانچہ کی ترتیب و تدوین میں کام آئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرزا بشیر الدین محمود کا چیلنج قبول کیا جس نے حصول اقتدار اور قادیانی حکومت کے قیام کے حوالے سے کہا تھا کہ ۱۹۵۲ء نہ جانے پائے گا' جواب میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تاریخی جملہ فرمایا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود ۱۹۵۲ء تیرا ہے تو ۱۹۵۳ء عطاء اللہ شاہ بخاری کا ہوگا۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے رفقاء کا اخلاص رنگ لایا' شاہ جیؒ نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے جذبہ کو فروغ بخشا' ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر مختلف مکاتب فکر کے علماء' زعماء اور رہنماؤں کے باہمی اتحاد' اخوت' یگانگت کے روح پرور مناظر دیکھے گئے' قادیانی جماعت کو بدستور برطانیہ اور دیگر باطل قوتوں کی سرپرستی حاصل تھی۔ ۱۹۵۳ء کی اینٹی قادیانی تحریک کو حکومت وقت نے طاقت کے زور پر کچل دیا۔ دس ہزار عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر جام شہادت نوش کرکے حیات ابدی پاگئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت بظاہر ناکام ہوئی' لیکن مقاصد کے لحاظ سے کامیاب رہی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا بنیادی مقصد قادیانیت کے منہ زور گھوڑے کو لگام دینا تھا۔ اقتدار کی دہلیز تک پہنچنے والی قادیانی جماعت کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا' شاہ جیؒ اور ان کے رفقائے تحریک کی کاوش کامیاب رہی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک کے حوالے سے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کسی نے طنزاً پوچھا: حضرت! وہ آپ کی تحریک کا کیا بنا؟ شاہ جیؒ نے برجستہ فرمایا: ''میں نے مسلمانوں کے سینوں میں ایسا ٹائم بم فٹ کردیا ہے جو وقت آنے پر پھٹے گا اور اپنا کام دکھائے گا۔'' زخم خوردہ قادیانی جماعت نے پس پردہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے نئے جال بننے شروع کردیئے' یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ ہر حکومت وقت نے قادیانیوں کو تحفظ فراہم کیا۔ برطانوی تسلط کے باعث ہر حکومت' برطانیہ کے زیر اثر رہی' اور انہی کے تربیت یافتہ مہرے حکومت کرتے رہے۔ سابق صدر ایوب خان کے دور میں قادیانی پاک افواج کے علاوہ دیگر شعبوں میں اہم سرکاری کلیدی عہدوں پر براجمان ہونے میں کامیاب ہوگئے' ایوب خان قادیانی جرنیلوں کے نرغے میں تھے' جب کہ ایم ایم احمد اقتصادی منصوبہ بندی شعبہ کے حوالے سے سیاہ سفید کا مالک تھا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک' بھارت جنگ قادیانیوں کی ایک مخصوص سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ تھی۔ محترم مجید نظامی ایڈیٹر ''نوائے وقت'' اور محترم جاوید اقبال (فرزند علامہ اقبالؒ) اس کے زندہ گواہ ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں قادیانی سازش ناکام ہوئی' لیکن غلط منصوبہ کے باعث مرحوم مشرقی پاکستان کے بنگالیوں میں احساس محرومی پیدا ہوا۔ ۱۹۷۰ء میں وطن عزیز دولخت ہوا تو اس سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مرکزی کردار قادیانی جماعت نے ادا کیا تھا۔

۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کا ایک گروپ سیر و تفریح کی غرض سے بذریعہ چناب (ٹرین) براستہ چناب نگر (ربوہ) گزرا' بعض قادیانیوں نے انہیں قادیانیت کی تبلیغ اور دعوت کے حوالے سے لٹریچر دیا' جس پر باہمی تو تکرار اور تصادم کی نوبت آئی' قادیانی جماعت نے ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو طلباء کی واپسی پر انہیں سبق سکھانے کے لئے عملاً دہشت گردی اور غنڈہ گردی کرنے کی پیشگی منصوبہ بندی کی۔ خدام الاحمدیہ کے تین ہزار کے قریب نوجوانوں نے قادیانی جماعت کی ذیلی تنظیموں کے سربراہوں کی موجودگی میں پہلے طلباء کی مخصوص بوگی کو آگ لگانے کی کوشش کی' بعد ازاں ان کے ڈبے کو گھیرے میں لے کر طلباء پر وحشیانہ تشدد کیا' اس تمام کارروائی کی نگرانی مرزا طاہر احمد نے کی' اس دوران وہ قادیانی غنڈے ''احمدیت زندہ باد' محمدیت مردہ باد'' کے نعرے لگا کر اور بھنگڑا ڈال کر اپنی فتح کا جشن مناتے رہے۔ تحریک ختم نبوت کے رہنما مولانا تاج محمود کو اس سانحہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے آغا شورش کاشمیریؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو بذریعہ ٹیلی فون مطلع کیا جبکہ مولانا کے معتمد ساتھی مولوی فقیر محمد نے مقامی انتظامیہ' پریس' تاجر' علماء وکلاء' طلباء کو مطلع کیا۔ ٹرین کے فیصل آباد پہنچنے سے پہلے مسلمانوں کا اچھا خاصا ہجوم جمع ہوگیا۔ زخمی طلباء کی حالت زار دیکھ کر

مسلمانوں کے دل بھرآئے' ابتدائی طبی امداد' علاج معالجہ اور تواضع کے بعد طلباً کو ایئر کنڈیشنڈ بوگی میں منتقل کیا گیا۔ تحریک کے قائد مولانا تاج محمودؒ نے طلباً اور مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے جگر کے ٹکڑوں کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے' طلباً کے خون کا حساب لیا جائے گا۔ چناب ایکسپریس تقریباً چار گھنٹے تاخیر سے روانہ ہوئی تو طلباً کو عقیدت و افتخار اور ایسے والہانہ انداز میں رخصت کیا گیا' جسے وہ مدتوں یاد رکھیں گے۔ زرعی یونیورسٹی کے طلباً کی آمد نے ماحول کو اور زیادہ پُر جوش بنادیا تھا۔ روانگی کے لئے ٹرین کی حرکت کے ساتھ ہی پلیٹ فارم "تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد' مرزائیت مردہ باد' محمدیت زندہ باد' مجاہد طلباً زندہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھا' دوسرے روز اخبارات نے "سانحہ ربوہ" کو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا تو پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا' اس واقعہ کے بعد اس تحریک کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کے دلخراش سانحہ کے بعد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ آل پارٹیز مجلس عمل میں شامل قائدین اور رہنماؤں نے بہترین حکمت عملی' منصوبہ بندی سے پرامن تحریک چلانے کا فیصلہ کیا' مجلس عمل کا پہلا اجلاس ۹/جون کو شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوا جس میں تمام دینی' سیاسی جماعتوں کے قائدین اور نمائندوں نے شرکت کی۔ ۲۹/مئی کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے جسٹس ہمدانی کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا جس نے ۱۱۲صفحات پر مشتمل حتمی رپورٹ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے کو پیش کی۔ مجلس عمل نے مطالبات تسلیم کروانے کے لئے ۱۴/جون ۱۹۷۴ء کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کیا اور مسلمانوں سے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔ ہڑتال کامیاب رہی جبکہ قادیانیوں سے متعلق سوشل بائیکاٹ کا ہتھیار کارگر ثابت ہوا' پورے ملک میں جلسے جلسوں کی لہر اور اتحاد بین المسلمین کے عملی مظاہروں نے حکومت کو قادیانی مسئلہ پر سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کردیا' پرامن تحریک کے لئے باقاعدہ مجلس عمل کا انتخاب عمل میں آیا' مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ صدر' علامہ سید محمود رضوی ناظم اعلیٰ' مولانا عبدالستار خان نیازی' مولانا عبدالحق ایم این اے' نوابزادہ نصر اللہ خان' مظفر علی شمسی' مولانا عبدالواحد کوئٹہ نائب صدر' مولانا محمد شریف جالندھری نائب ناظم' مولانا فضل حق خزانچی' مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' مولانا تاج محمودؒ مولانا محمد شریف جالندھریؒ سردار امیر عالم لغاری' جمعیت علمائے پاکستان کے مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا عبدالستار خان نیازی' صاحبزادہ فضل رسول' جمعیت علمائے اسلام کے مولانا مفتی محمود ایم این اے' مولانا عبیداللہ انور' مولانا عبدالحق ایم این اے' جمعیت اہل حدیث کے حافظ عبدالقادر روپڑی' میاں فضل حق' مولانا محمد اسحاق چیمہ' مولانا محمد صدیق' مولانا محمد شریف اشرف' پاکستان جمہوری پارٹی کے نوابزادہ نصر اللہ خان' رانا ظفر اللہ خان' مسلم لیگ کے چوہدری صفدر علی رضوی' میجر اعجاز احمد' اہل تشیع کے سید مظفر علی شمسی' مولانا محمد اسماعیل' مجلس احرار کے سید عطاء المنعم شاہ بخاری' مولانا عبیداللہ احرار' چوہدری ثناء اللہ بھٹہ' اشاعت التوحید کے مولانا غلام اللہ خان' مولانا عنایت اللہ بخاری' جماعت اہل سنت کے مولانا غلام علی اوکاڑوی' مولانا سید محمود شاہ گجراتی' اتحاد العلماء کے مولانا مفتی سید سیاح الدین' مولانا محمد چراغ' قادیانی محاسبہ کمیٹی کے آغا شورش کاشمیری' علامہ احسان الٰہی ظہیر' جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور احمد' چوہدری غلام جیلانی' نیشنل عوامی پارٹی کے ارباب سکندر خان خلیل' امیر زادہ' تبلیغی جماعت کے مفتی زین العابدین' شخصیات میں مولانا عبدالرحیم اشرف' مولانا مفتی محمد شفیع کراچی اور قومی اسمبلی میں آزاد گروپ کے مولانا ظفر احمد انصاری کو ممبر منتخب کیا گیا۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سے ہزار اختلاف کے باوجود یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے قبل بہتر حکمت عملی' دوراندیشی اور اعلیٰ تدبر کا مظاہرہ کیا۔

قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے دونوں گروپوں (ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ) کو اپنے عقائد' جماعتی موقف پیش کرنے کو کہا گیا' اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ روز جرح کی' مولانا مفتی محمود' مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری' مولانا ظفر احمد انصاری' مولانا عبدالحکیم' مولانا عبدالحق' چوہدری ظہور الٰہی نے پوری تندہی و جانفشانی سے قومی اسمبلی میں قادیانیت کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ بیرونی دباؤ کے باوجود سابق وزیر اعظم نے قادیانی مسئلہ کو آئینی' جمہوری و پارلیمانی بنیادوں پر حل کرنے کے عزم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی' الہامات' نظریات' پیش گوئیاں' مذہبی عقائد' تنسیخ جہاد کے خلاف فتوی جات کے علاوہ عام مسلمانوں کے بارے میں مکروہ عقائد منظر عام پر آئے تو قادیانیت کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخ ساز قرارداد پیش کرنے کی سعادت مولانا شاہ احمد نورانی کو حاصل ہوئی' جسے قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کرلیا' ساتھ ہی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اس قرارداد کی توثیق بھی ہوگئی۔ اس طرح مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد رنگ لائی اور ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے خواب اور علامہ اقبال مرحوم کے مطالبہ کی تکمیل ہوئی۔

عقیدہ ختم نبوت

قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

قرآن اور عقیدۂ ختم نبوت:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔" (الاحزاب: ۴۰)

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ امام حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہوسکتا کیونکہ مقام نبوت مقام رسالت سے عام ہے کیونکہ ہر رسول' نبی ہوتا ہے اور ہر نبی' رسول نہیں ہوتا اور اس مسئلہ پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث وارد ہیں' جو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۹۳ جلد ۳)

امام قرطبیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم و جدید علمائے امت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں' جو نص قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔" (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۹۶ جلد ۱۴)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں:

"بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول' اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں' پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔" (الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ ۱۲۳)

ختم نبوت سے متعلق احادیث مبارکہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرما دی کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی شک و شبہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ متعدد اکابر نے ان احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہریؒ "کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں لکھتے ہیں:

"وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب (قرآن کریم) کو نقل کیا ہے' انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(کتاب الفصل صفحہ ۷۷ جلد۱)

حافظ ابن کثیرؒ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں:

"ختم نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جن کو صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۹۳ جلد۳)

علامہ سید محمود آلوسیؒ تفسیر "روح المعانی" میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے' احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا' پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔"

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے' اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ یہاں اختصار کے مدنظر صرف چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "میری اور مجھ سے پہلے انبیاؑ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔" (صحیح مسلم صفحہ ۲۴۸ جلد۲' صحیح بخاری کتاب المناقب صفحہ ۵۰۱ جلد۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے چھ چیزوں میں انبیاؑ کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔" (صحیح مسلم صفحہ ۱۹۹ جلد۱' مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں' اس کے آخر میں ہے کہ: "پہلے انبیاؑ کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (صحیح بخاری صفحہ ۶۳۳ جلد۲) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: "میرے بعد نبوت نہیں۔" (صحیح مسلم صفحہ ۲۷۸ جلد۲)

حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: "بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاؑ کیا کرتے تھے' جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں' البتہ خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔" (صحیح بخاری صفحہ ۴۹۱ جلد۱' واللفظ لہ' صحیح مسلم صفحہ ۱۲۶ جلد۲' مسند احمد صفحہ ۲۹۷ جلد۲)

بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاؑ آتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے انبیاؑ کی آمد بھی بند ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: "میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے' ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں' حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔" (ابوداؤد ص ۲۲۸ ج۲ واللفظ لہ' ترمذی ص ۴۵ ج۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "رسالت و نبوت ختم ہوچکی ہے' پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔" (ترمذی صفحہ ۵۱ جلد۲' مسند احمد صفحہ ۲۶۷ جلد۳)

حضرت ابوہریرہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے' صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔" (صحیح بخاری صفحہ ۱۲۰ جلد۱' واللفظ لہ' صحیح مسلم صفحہ ۲۸۲ جلد۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے۔" (ترمذی صفحہ ۲۰۹ جلد۲)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ”میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (متفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۵)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسمائے گرامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اول ”الحاشر“، حافظ ابن حجرؒ ”فتح الباری“ میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں...... سو چونکہ آپ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور چونکہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ کی طرف منسوب کردیا گیا کیونکہ آپ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔“ (فتح الباری صفحہ ۵۵۷ جلد ۶)

دوسرا اسم گرامی: ”العاقب“ جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ”مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔“

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی ”تذکرہ“ میں لکھتے ہیں:

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ”مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے“۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد اور کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے، جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں...... اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔“ (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ص ۷۱۱)

علامہ سندھیؒ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

”تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے (یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے)، یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔“ (حاشیہ علامہ سندھیؒ بر نسائی صفحہ ۲۳۴ جلد ۱)

ختم نبوت پر اجماع امت:

چونکہ مسئلہ ختم نبوت پر قرآن کریم کی آیات اور احادیث متواترہ وارد ہیں، اس لئے یہ عقیدہ امت میں متواتر چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ علامہ علی قاریؒ ”شرح فقہ اکبر“ میں لکھتے ہیں:

”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔“ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲)

حافظ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب ”الفصل فی الملل والاھواء والنحل“ میں لکھتے ہیں:

”جس کثیر تعداد جماعت اور جم غفیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نشانات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے اسی کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر کی نقل سے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی ثابت ہوچکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ البتہ صحیح احادیث میں یہ ضرور آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور یہود نے جن کو قتل کرنے اور صلیب دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ پس اس امر کا اقرار واجب ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے، ہرگز نہیں ہوسکتا۔“ (الفصل فی الملل والاھواء والنحل صفحہ ۷۷ جلد ۱)

حافظ ابن حزمؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ اور حضور

علیہ السلام کا ارشاد: "لا نبی بعدی" سن کر کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے سوائے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔"

(کتاب الفصل صفحہ ۱۸ جلد ۴)

حافظ فضل اللہ تورپشتی" کا اسلامی عقائد پر ایک رسالہ "المعتمد فی المعتقد" کے نام سے فارسی میں ہے' جس میں عقیدۂ ختم نبوت بہت تفصیل سے لکھا اور آخر میں منکرین ختم نبوت کے خارج از اسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس کے چند ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:

"منجملہ عقائد کے یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں' نہ رسول اور نہ غیر رسول' اور "خاتم النبیین" سے مراد یہ ہے کہ آپ نے نبوت پر مہر لگادی اور نبوت آپ کی تشریف آوری سے حد تمام کو پہنچ گئی' یا یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبری پر آپ کے ذریعہ مہر لگادی اور خدا تعالیٰ کا مہر کرنا اس بات کا حکم ہے کہ آپ کے بعد نبی نہیں بھیجے گا۔" (ص ۹۴)

"اور بہت سی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ نبوت آپ کی تشریف آوری پر پوری ہوگئی۔ آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ میری امت میں تقریباً تیس جھوٹے دجال ہوں گے' ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں' حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

(ایضاً صفحہ ۹۶)

"بحمد اللہ! یہ مسئلہ اہل اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو' اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآن کریم سے اندیشہ کی بنا پر کردی کہ مبادا کوئی زندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈالے' اور عقیدۂ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو کیونکہ اگر یہ شخص آپ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ نے خبر دی ہے ان میں آپ کو سچا سمجھتا' اور جن دلائل اور جس طریق تواتر سے آپ کی رسالت و نبوت ہمارے لئے ثابت ہوئی ہے' ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے زمانہ میں اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختم نبوت میں شک ہو' اسے خود رسالت محمدی میں بھی شک ہوگا' اور جو شخص یہ کہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوا تھا یا اب موجود ہے یا آئندہ کوئی نبی ہوگا' اس طرح جو شخص یہ کہے کہ آپ کے بعد نبی ہوسکتا ہے' وہ کافر ہے۔" (ایضاً صفحہ ۹۷)

گزشتہ بالا سطور سے واضح ہو چکا ہے کہ قرآن کریم' احادیث متواترہ اور اجماع امت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثناء تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں' اس لئے آپ کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلا سکتا' نہ منصب نبوت پر فائز ہوسکتا ہے اور جو شخص اس کا مدعی ہو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

☆☆.........☆☆

سکھر دفتر کے ٹیلی فون نمبر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سکھر میں واقع مقامی دفتر میں ٹیلی فون لگ گیا ہے جس کا نمبر 25463 ہے۔ جماعتی احباب اور عوام الناس آئندہ ان نمبروں پر سکھر دفتر سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

یوم ختم نبوت ۷/ستمبر کو منایا جائے گا: مفتی شہاب الدین پوپلزئی

پشاور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کہا ہے کہ ہر سال کی طرح امسال بھی یوم ختم نبوت جوش و خروش کے ساتھ ۷/ستمبر کو منایا جائے گا۔ وہ گزشتہ روز جامع مسجد قاسم علی خان میں کارکنوں کے ایک اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں ختم نبوت کے منکرین قادیانیوں کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے اس سال بھی ملک بھر میں یوم ختم نبوت منایا جائے گا اور اس سلسلے میں پشاور میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جائے گا جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور مولانا اللہ وسایا خطاب کریں گے۔ انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ اس جلسہ کو کامیاب بنائیں۔

7 ستمبر کے آئینی تقاضے

شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک یادگار تحریر

چودھویں صدی کا سب سے تاریک اور سب سے بدتر فتنہ قادیانیت ہے، جس کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو اعتقادی اور دینیاتی اور دوسرا سیاسی ہے، اعتقادی لحاظ سے:

- ......قادیانیت اسلام کے متوازی ایک نیا دین ہے۔
- ......نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی نبوت۔
- ......قرآن کریم کے متوازی نئی وحی۔
- ......اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر۔
- ......امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی امت۔
- ......مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں نیا مکۃ المسیح۔
- ......مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ المسیح۔
- ......اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج۔
- ......اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت۔
- ......امہات المؤمنین کے مقابلے میں قادیانی ام المؤمنین۔ وغیرہ وغیرہ۔

مرزا محمود احمد صاحب (قادیانیوں کے خلیفہ دوم) نے اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا تھا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ ﷺ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (یعنی مسلمانوں سے) اختلاف ہے۔" (خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۳۰/جولائی ۱۹۳۸ء)

اس طرح مرزا قادیانی کی اس نئی نبوت اور نئے دین کو نہ ماننے والے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا، اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص:۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے لڑکے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص:۳۵)

مرزا قادیانی کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

بنیادی طور پر قادیانیت ہمیشہ انگریز کی حلیف اور اسلام اور مسلمانوں کی حریف ہے۔ قرآن کریم، یہود اور مشرکین کو مسلمانوں کا سب سے بدتر دشمن قرار دیتا ہے، مگر ان کے بعد قادیانی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ قادیانیوں کے خلیفۂ دوئم مرزا محمود صاحب نے اپنے مریدوں کو اسلام کی مخالفت کی بار بار تاکید کی ہے، مثلاً:

الف:......"ہماری دنیا ہماری دشمن ہے، اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں شامل نہ کرلیں، ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

ب:......"ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے، اور وہ یہ کہ ہم تمام لوگوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

ج:......"وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود (یعنی غلام احمد قادیانی) پر ایمان رکھتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے، صرف ہم باقی رہیں گے۔" (اخبار الفضل قادیان ۳/اپریل ۱۹۲۸ء)

د:......"جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہوجائے، تمہارے راستے کے کانٹے دور نہیں ہوسکتے۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

قادیانیوں کی اسلام دشمنی کا ایک مظہر یہ ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی افتاد پڑی تو قادیانیوں نے اس پر خوشی کے شادیانے بجائے، مثلاً جب جنگ عظیم میں اسلام دشمن طاقتیں ترکی کو تاراج کررہی تھیں، قادیانی خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے، اور قادیانیوں کا سرکاری اخبار "الفضل" بڑی بے دردی سے اعلان کررہا تھا:

الف:......"ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوئی ہے، اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث مٹتی ہے تو مٹنے دو۔ اور یادرکھو کہ ترک، اسلام نہیں۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۳/مارچ ۱۹۱۵ء)

ب:......"قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا عقیدہ نہیں کہ سلطان ترکی خلیفۃ المسلمین ہے۔" (اخبار الفضل قادیان ۱۹/فروری ۱۹۲۰ء)

ج:......"ہمارے خلیفۂ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے خلیفۂ ثانی ہیں اور بادشاہ حضور ملک اعظم (جارج پنجم فرماں روائے برطانیہ)۔" (روزنامہ الفضل قادیان ۲۲/دسمبر ۱۹۱۹ء)

اور جب (جنگ عظیم کے دوران) انگریزی فوجیں عروس البلاد بغداد شریف کو پامال کررہی تھیں، تب پورا عالم اسلام خون کے آنسو رورہا تھا مگر قادیانی، قادیان میں خوشی کا جشن منارہے تھے، چراغاں کیا جارہا تھا اور قادیانیوں کا سرکاری اخبار بڑے فخر سے اعلان کررہا تھا کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ:

"میں مہدی ہوں، اور گورنمنٹ برطانیہ میری تلوار ہے۔ (جیسا مہدی ویسی تلوار۔ ناقل) اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (یعنی انگریزوں کی فتح بغداد) پر کیوں خوشی نہ ہو؟ عراق، عرب ہو یا شام، ہر جگہ ہم اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔" (روزنامہ الفضل قادیان ۷/دسمبر ۱۹۱۸ء)

یہ اسلام دشمنی کا وہ گھٹیا مظاہرہ ہے جس کی توقع صلیب پرستوں یا ان کے زلہ ربا قادیانیوں ہی سے کی جاسکتی ہے۔ قادیانی، اسلام کی مخالفت میں اس پست سطح پر اتر آئے ہیں کہ وہ تمام اسلامی ممالک پر برطانیہ کا تسلط دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ انگریزی حکومت ان کے خودساختہ مہدی کی تلوار ہے۔

قادیانیت کی اسلام سے بغاوت اور پھر اسلام دشمنی کے گھٹیا کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے، لیکن انگریز اپنے خود کاشتہ پودے (قادیانیت) کے حق میں مسلمانوں کا یہ مطالبہ کیسے تسلیم کرسکتا تھا؟ چنانچہ انگریزی دور میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں کی جاسوسی کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات بہت کمزور تھے، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے اپنے جامہ سے باہر پاؤں پھیلانا شروع کئے، اور پورے پاکستان کو یا کم از کم بلوچستان کو مرتد کرنے کا اعلان کردیا، اس سے مسلمان مشتعل ہوگئے، ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی اور وہی مطالبہ کیا گیا جو علامہ اقبال نے انگریزی حکومت سے کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، لیکن اس وقت کی حکومت پر قادیانیوں کا گہرا تسلط تھا، اس لئے مسلمانوں کے

مطالبہ کو ٹھکرا دیا گیا، اور فوج کی طاقت سے تحریک کو کچل دیا گیا، شہیدانِ ختم نبوت کے خون سے نہ صرف بازار اور سڑکیں لالہ زار ہوئیں، بلکہ دریائے راوی کی موجیں ان لاشوں کا مدفن بنیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اگرچہ کچل دی گئی، لیکن اس سے قادیانیت کو اپنی قدر و قیمت معلوم ہوگئی، اور اس کا غلغلہ ختم ہوگیا، نیز قدرت کی بے آواز لاٹھی نے ان تمام لوگوں سے انتقام لیا جنہوں نے تحریک ختم نبوت سے غداری کی تھی، خواجہ ناظم الدین صاحب، ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کرنے پر آمادہ نہ تھے، قدرت نے قادیانی وزارت خارجہ کے ساتھ خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ پر بھی خط تنسیخ کھینچ دیا، خواجہ صاحب بڑے بے آبرو ہوکر کوچہ وزارت سے نکلے اور آخر تک ان کا سیاسی وقار بحال نہ ہوسکا، پنجاب سے دولتانہ حکومت رخصت ہوئی، اور پھر کبھی ان کو حکومت کا خواب دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

۱۹۷۱ء کے انتخابات میں قادیانی، مسٹر بھٹو کے حلیف تھے اور انہوں نے بھٹو صاحب کو جتوانے میں ہر ممکن تعاون کیا تھا۔ چنانچہ جب پاکستان کو دو ٹکڑے کرکے مسٹر بھٹو تخت اقتدار پر براجمان ہوئے تو قادیانیوں کے لئے ایک بار پھر مسٹر ظفر اللہ خاں کا دور لوٹ آیا اور انہوں نے نہ صرف تعلیم گاہوں میں قادیانی ارتداد کی تبلیغ شروع کردی بلکہ مسلمانوں کے گھروں اور مسجدوں میں بھی اشتہارات اور پمفلٹ پھینکنے شروع کردیئے۔ قادیانی نجی مجلسوں میں مسلمانوں کو دھمکیاں دینے لگے کہ ان کی حکومت عنقریب قائم ہونے والی ہے، اور قادیانیوں کے خلیفہ ربوہ نے اشاروں، کنایوں میں قادیانیوں کو خاص قسم کی تیاریوں کا حکم دے دیا، لیکن قدرت ایک بار پھر ان کے غرور کو خاک میں ملانا چاہتی تھی۔

قادیانیوں نے ربوہ اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبأ پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا اور نوجوان طلبأ کو لہولہان کردیا، اس سے پورے ملک میں قادیانیوں کی اسلام دشمنی کے خلاف نفرت و بیزاری کی تحریک پیدا ہوئی اور ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ:

۱...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... ان کو کلیدی مناصب سے برطرف کیا جائے۔

۳...... ان کی اسلام کش سرگرمیوں کا تدارک کیا جائے۔

تحریک کو نظم و ضبط کا پابند رکھنے کے لئے ایک "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" وجود میں آئی، جس میں ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں نے شرکت کی۔

بھٹو حکومت کے لئے یہ تحریک "دوگونہ عذاب است جان مجنوں را" کا مصداق تھی، ایک طرف بھٹو شاہی کے محبوب حلیف قادیانی تھے، اور دوسری طرف مسلمانوں کا مجموعی ردعمل تھا۔

بھٹو صاحب نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے تمام حربے استعمال کئے، لاکھوں افراد کو جیلوں میں بند کیا گیا، مسلمانوں کے جلسوں، جلوسوں پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی اور جیلوں میں علماء و طلبأ اور وکلاء کو نہایت غیر شریفانہ اذیتیں دی گئیں۔ قرطاس ابیض سے یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ بھٹو شاہی، قادیانیوں کی ناز برداریوں میں تمام سابقہ حکومتوں سے سبقت لے گئی تھی، وہ قادیانی مسئلہ کے حل کرنے میں قطعی مخلص نہ تھی، بلکہ اس مسئلے کو کھٹائی میں ڈالنے، تحریک کو کچلنے اور معاملہ کو الجھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کررہی تھی، مثلاً: حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، جو اس تحریک کے قائد اور روح رواں تھے، ان کو بدنام کرنے کے لئے تمام اخبارات میں لاکھوں روپے کے بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے گئے، جن میں بالکل لچر اور بے ہودہ الزامات عائد کئے گئے، مقصد یہ تھا کہ قیادت بدنام اور تحریک غیر مؤثر ہوجائے، یہ "مقدس فریضہ" مولانا کوثر نیازی، پیر علی محمد راشدی اور یوسف بچ پر مشتمل ایک کمیٹی انجام دے رہی تھی۔

جسٹس صمدانی نے سانحہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی تھی، جس میں بھرپور دلائل و شواہد کی روشنی میں لکھا گیا تھا کہ حکومت قادیانیوں کی بے جا حمایت کررہی ہے، اور اس اشتہاری مہم سے عوام محسوس کررہے ہیں کہ اس میں حکومت کے محکمہ اطلاعات کا ہاتھ ہے۔

جب یہ رپورٹ آخری منظوری کے لئے مسٹر بھٹو کے دربار معلی میں پیش ہوئی تو انہوں نے اس پر یہ نوٹ لکھا کہ:

"اس رپورٹ کو اس طرح شائع کیا جائے کہ لوگ سمجھیں کہ حکومت نے صحیح فیصلہ کیا ہے، یہ نہ ہو کہ لوگ ان حقائق کو پڑھ کر قادیانیوں سے برہم ہوجائیں، اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔"

گویا بھٹو صاحب یہ حکم صادر فرمارہے تھے کہ اس رپورٹ کو شائع کرنا ہو تو ردوبدل اور تنسیخ کے بعد شائع کیا جائے، چنانچہ آج تک یہ رپورٹ شائع نہیں ہوئی اور نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنی اصل حالت میں

باقی بھی ہے یا منسوخ کردی گئی ہے۔ الغرض مسٹر بھٹو ہر ممکن طریقے سے تحریک کو کچلنا اور قادیانیوں کی پاسبانی کرنا چاہتے تھے لیکن جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو بھٹو صاحب نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس مقدمہ کا فیصلہ اس کے سپرد کردیا۔ بھٹو صاحب شاید یہ خیال کرتے تھے کہ اسمبلی کے ارکان کی اکثریت ان کی پارٹی کی ہے، اس کے ذریعہ مسلمانوں کے مطالبہ کو آئینی طور پر ٹالا جاسکے گا، لیکن معاملہ ان کی خواہشات کے برعکس ہوا۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا، اور گیارہ دن اس پر جرح ہوئی، لاہوری جماعت کے سربراہ مسٹر صدرالدین صاحب نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا، اور دو دن اس پر جرح ہوئی۔ ان بیانات اور ان پر کی گئی جرح سے قادیانیوں کا کفر وارتداد سب ارکان اسمبلی پر کھل گیا، اور ہر رکن اسمبلی کو معلوم ہوگیا کہ واقعۃً قادیانیت، اسلام کی ضد ہے۔

اسمبلی کے سامنے ایک قرارداد سرکاری پارٹی کی جانب سے پیش کی گئی تھی، اور ایک حزب اختلاف کی جانب سے، ان دونوں پر اسمبلی کو بحیثیت خصوصی کمیٹی کے غور کرنا تھا، چنانچہ خصوصی کمیٹی نے اسمبلی کے سامنے پیش کی گئی قراردادوں پر غور کرنے، دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں ـــــ بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ـــــ کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد حسب ذیل سفارشات پیش کیں:

۱:...... پاکستان کی دفعہ ۱۰۶ (۳) میں ترمیم کرکے غیر مسلم اقلیتوں میں قادیانیوں کا نام درج کیا جائے، نیز دفعہ ۲۶۰ (۲) کے بعد حسب ذیل شق کا اضافہ کیا جائے:

(۳) ”جو شخص محمد ﷺ، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔“

۲:...... مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے:

”(تشریح) کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔“

۳:...... متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں منتخبہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں گی۔

۴:...... پاکستان کے تمام شہریوں کے، خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں، جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

یہ سفارشات جب مسٹر بھٹو کے سامنے پیش ہوئیں تو انہوں نے قادیانیوں کو بچانے کی ایک بار پھر کوشش کی، اور اصرار کیا کہ آئین کی دو دفعات میں جو ترمیمات تجویز کی گئی ہیں، یہ غیر ضروری ہیں، صرف ایک دفعہ میں ترمیم کافی ہے، یعنی آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کردیا جائے، مگر غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں قادیانیوں کا نام درج نہ کیا جائے، بلکہ یہ بات عدالت پر چھوڑ دی جائے کہ دفعہ ۲۶۰ (۳) کا اطلاق قادیانیوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟

حزب اختلاف کے قائد مفتی محمود صاحب اور مجلس عمل کے دوسرے رہنماؤں کا اصرار تھا کہ دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانیوں کا غیر مسلم اقلیتوں میں درج ہونا بہت ضروری ہے۔ مسٹر بھٹو نے اس ردوکد پر خاصا وقت ضائع کیا، لیکن جب دیکھا کہ اب اس کے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ کار نہیں تو بادل نخواستہ اس کو منظور کرنا پڑا۔

اس طرح قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو مطالبہ علامہ محمد اقبال مرحوم نے انگریزی دور میں کیا تھا، وہ مسلمانوں کی مسلسل تحریک کی بدولت قیام پاکستان کے ۲۷ برس بعد (۷ ستمبر ۱۹۷۴ء) کو منوالیا گیا۔ والحمد للّٰہ علیٰ ذالک!

چونکہ بھٹو صاحب اس آئینی فیصلے میں مخلص نہیں تھے، صرف دفع الوقتی کے لئے انہوں نے طوعاً و کرہاً یہ فیصلہ تسلیم کیا تھا، اس لئے انہوں نے اپنے پورے دور حکومت میں اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کی نہ صرف یہ کہ کوشش نہیں کی بلکہ اس کے راستے میں رکاوٹ بنے، چنانچہ اس آئینی فیصلے کی تعمیل کے لئے انہوں نے قانون سازی اپنے معزول ہونے کے

آخری لمحہ تک نہیں ہونے دی، حزب اختلاف نے ایک مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کیا، مگر اس کو مسترد کر دیا گیا۔

مسٹر بھٹو تو صاحب غرض تھے، انہیں قادیانیوں سے ووٹ لینے تھے' اس لئے وہ انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے، مگر موجودہ حکومت کو قادیانیوں سے کوئی لالچ نہیں' اس لئے مسلمان موجودہ حکومت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانیوں کے سلسلہ میں جو مسائل فوری توجہ کے مستحق ہیں وہ انہیں حل کرے، مثلاً:

۱:......قادیانی غیر مسلم ہونے کے باوجود اسلامی شعائر کو استعمال کرتے ہیں، ان کو اس سے قانوناً روکا جائے، مثلاً اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا، یا مسجد سے مشابہ عبادت گاہ بنانا، اذان کہنا، وغیرہ۔

۲:......قادیانی جن کلیدی عہدوں پر فائز ہیں' انہیں برطرف کیا جائے اور حکومت کے خاص راز ان پر افشا نہ کئے جائیں، کیونکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں، بلکہ بدترین دشمن ہیں۔

۳:......جن دفاتر میں قادیانی افسر ہیں' وہ اپنے ماتحت مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اور جو ان کے ڈھب پر نہیں آتا' اسے ہر ممکن طریقہ سے تنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اس کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔

۴:......قادیانی' مسلمانوں کے نام پر حج پر جاتے ہیں اور بشمول سعودی عرب کے اسلامی حکومتوں میں (جہاں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے) ملازمت کرتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں میں کوئی امتیازی علامت نہیں رکھی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ان کے شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں پر لفظ ''غیر مسلم قادیانی'' درج کیا جائے۔

۵:......قادیانیوں نے بیرون ملک پاکستان کے خلاف جو زہریلا پروپیگنڈہ کیا ہے اس کا توڑ کیا جائے۔

۶:......حال ہی میں اسلامی ایشیائی کانفرنس منعقدہ کراچی میں اس کے بارے میں جو قرارداد منظور کی گئی تھی، اس پر ٹھوس طریقے پر عمل کیا جائے۔

آخر میں ہم حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ یہ دن چونکہ مسلمانوں کے لئے ایک عظیم اور مبارک دن ہے اور اس دن ان کو ایک خفیہ دشمن سے نجات ملی' لہٰذا مطالبہ ہے کہ قومی سطح پر اس دن کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔

☆☆.........☆☆

جرمنی کی قادیانی جماعت کے امیر نے اپنے خاندان کے نو افراد سمیت اسلام قبول کرلیا

آفن باخ' جرمنی (نمائندہ خصوصی) جرمنی کی قادیانی جماعت کے سربراہ اور اہم مرکزی رہنما شیخ راحیل احمد نے اپنے داماد اور خاندان کے نو افراد سمیت اسلام قبول کرلیا۔ ان کے قبول اسلام کی تقریب مسجد توحید اسلامک سینٹر آفن باخ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر شیخ راحیل احمد نے کہا کہ میں پیدائشی قادیانی تھا اور پچھلے کئی سال کے مطالعہ اور غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ قادیانی گروپ کوئی اسلامی فرقہ نہیں بلکہ مذہب کے نام پر پیسے اکٹھے کرنے والا ادارہ ہے۔ میں ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ میں مختلف عہدوں پر فائز رہا ہوں' اس وجہ سے بعض ایسی باتیں میرے سامنے آئیں کہ میں نے مناسب سمجھا کہ میں اس جماعت سے علیحدگی اختیار کرلوں اور اسلام کے نام پر استحصالی نظام سے تعلق توڑ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں آجاؤں۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے رہنما اور مسجد توحید کے خطیب مولانا مشتاق الرحمن نے خطاب کرتے ہوئے شیخ راحیل احمد اور ان کے علاوہ دیگر نو مسلموں کو قبول اسلام پر مبارک باد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مذہب کی جڑیں کھوکھلی ہوچکی ہیں اور بڑی تعداد میں اہم قادیانی رہنما اسلام قبول کر رہے ہیں۔ انہوں نے قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور سمیت پوری قادیانی جماعت کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ وہ اسلام قبول کرکے دنیا بھر میں بسنے والے ایک ارب بیس کروڑ سے زائد مسلمانوں میں شامل ہوجائیں اور امت مسلمہ کا حصہ بن جائیں۔

آخری قسط

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

حیات وخدمات

مدرسہ مطالب العلوم:

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے اپنے گاؤں عنایت پور میں مدرسہ قائم کیا اور جامع مسجد بنوائی جو ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ مدرسہ مطالب العلوم میں اس وقت بھی مقیم و مسافر طلبا قرآن مجید کے حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ نے ملک کے طول و عرض کے سفر کئے' کانفرنسوں سے خطاب کیا' لیکن زیادہ تر اسلام آباد میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی زیر سرپرستی اپنے استاذ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کی معیت میں قادیانیوں پر جرح کے لئے حوالہ جات مہیا کرنا "ملت اسلامیہ کا موقف" کے لئے مواد مہیا کرنے میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کا کردار مثالی رہا۔

عدالتوں میں مقدمات کی پیروی:

قادیانیوں کے خلاف جتنے مقدمات عدالتوں میں چلے' لوئر کورٹ' ہائیکورٹ' وفاقی شرعی عدالت' جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ' ان تمام مقدمات میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلکہ پوری امت کی جانب سے فرض کفایہ ادا کیا۔

جنوبی افریقہ کے کیس سے واپسی پر آپ کا ایک انٹرویو ہفت روزہ "اخبار جہاں" کراچی میں شائع ہوا تھا جس سے مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی خدمات کا صحیح اندازہ ہوتا تھا۔

بیرونی ممالک کے سفر:

مولانا مرحوم پڑھنے کے دھنی تھے لیکن لکھنے کے لئے انہیں یکسوئی اور اتنا وقت نہ مل سکا۔ دراصل وہ ایک تحریکی دور تھا' اس وقت تصنیف و تالیف کی ان کو فرصت کہاں تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے

مولانا اللہ وسایا

شعبہ نشرواشاعت میں جان تو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تشریف آوری پر پڑی۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ اتنے بڑے مؤلف و مصنف تھے کہ ان کے سامنے کسی دوسرے کا چراغ نہ جلتا تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ حوالہ جات میں مدد اور مختلف موضوعات پر لکھنے کے لئے مولانا عبدالرحیم اشعرؒ آپ کو توجہ دلاتے رہتے تھے۔ اس کے باوجود "مرزا غلام احمد قادیانی کی آسان پہچان' بیرونی ممالک میں قادیانی تبلیغ کی حقیقت' قادیانیت علامہ اقبال کی نظر میں' وغیرہ دو تین رسائل مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے بھی بذات خود بھی تصنیف فرمائے۔

دیگر خصوصیات:

مولانا مرحوم ہنس مکھ' دلنواز دوست اور ایک اچھے انسان تھے' تکبر نام کی کوئی چیز ان میں نہ تھی' طبیعت انتہائی سادہ تھی' کھانے پینے' لباس اور وضع قطع میں کوئی تکلف نہ برتتے تھے۔ آپ کو قدرت نے ایک وجیہہ چہرہ عطا فرمایا تھا۔ "بسطۃ فی العلم و الجسم" کا مصداق تھے۔ قدرت نے اکابر کے ساتھ کام کرنے کے مواقع عطا فرمائے تھے' اس آپ بجا طور پر ان اکابر کی روایات کے امین بن گئے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا' مجلس پر دل و جان سے فدا تھے' جماعتی حلقہ احباب میں مولانا مرحوم کا بے حد احترام کیا جاتا تھا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ سے تعلق قائم کیا تھا۔ مولانا اشعر کی خوبی یہ تھی کہ جب تک صحت اچھی رہی' پوری زندگی یومیہ بلاناغہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے' اس کے علاوہ حزب الاعظم کی منزل بھی یومیہ پڑھنے کا معمول تھا۔ ایک اچھے انسان کی تمام خوبیاں ان میں موجود تھیں۔ اکابرین سے محبت' عشق کی حد تک کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو خوبیوں و محاسن سے ڈھیروں حصہ نصیب فرمایا تھا' مقدروالے انسان تھے۔

بیماری:

جب آپ کراچی تشریف لائے تو چھریرے بدن اور گٹھے ہوئے جسم کے جوان تھے۔ کراچی کی مرطوب آب و ہوا کی وجہ سے جسم فربہی مائل ہو گیا۔ پنجاب آئے تو شب و روز ملک بھر کے دوروں پر رہے' اس سے موٹاپا رک تو گیا' لیکن کم نہ ہوا' زندگی کے آخری دس سالوں میں شوگر نے اپنے لوازمات سمیت آگھیرا' سوائے آخری چند دنوں کے کبھی کسی کی جسمانی خدمت کے محتاج نہ ہوئے۔

۲۲/مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعرات سوا بارہ بجے آپ واصل بحق ہوئے۔ شام ساڑھے چھ بجے جامعہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے دورۂ حدیث کے ساتھی حضرت مولانا محمد صدیق صاحب کی اقتداء میں ہزاروں علماؑ اور عوام نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ مغرب کے بعد گویا شب جمعہ کے آغاز میں آپ کو رحمت حق کے سپرد کر دیا گیا۔ منوں مٹی کے نیچے پون صدی دین کی خدمت کرنے والے مجاہد' مناظر' عالم دین' حق گو' محبتیں تقسیم کرنے والی عظیم شخصیت کو دفن کر دیا گیا اور یوں تاریخ کا ایک سنہری باب بند ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ فقیر' مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی وفات والے دن سندھ سے واپس بہاولپور آیا تھا' بہاول نگر جانا تھا کہ آپ کی وفات کے سانحہ کی اطلاع ملی۔ جنازہ' دیدار اور آخری الوداعی ملاقات نصیب ہو گئی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کے مولانا مرحوم سے ابتدائی زمانہ سے دوستانہ تعلقات تھے' بعد میں جماعتی تعلقات بھی ہو گئے۔ آخری عمر تک ایک دوسرے کو جگری بھائیوں کی طرح چاہا' حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری بھی اس موقع پر محترم عزیز الرحمن رحمانی کے ساتھ ملتان سے تشریف لائے۔

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کے جانشین حضرت مولانا عطاء الرحمن شیخ الحدیث و رئیس الجامعہ المدنیہ بہاولپور' مولانا محمد اسحاق ساقی' مولانا عبدالرحیم مرحوم کے جگری دیرینہ دوست پروفیسر عطاء اللہ اعوان بہاولپور سے' شجاع آباد سے مولانا زبیر احمد رئیس جامعہ فاروقیہ کی سربراہی میں علماؑ کی جماعت' جامعہ خیر المدارس کے اساتذہ کرام دو بڑی وین کے ذریعہ تشریف لائے۔ جلال پور پیروالا کے گرد و نواح کی دینی قیادت اور علماؑ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد نماز جنازہ میں موجود تھی۔

مولانا عبدالرحیمؒ کے نام کے ساتھ ''اشعر'' کا لاحقہ آپ کے جگری دوست' ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاریؒ نے جوڑا تھا۔ مولانا اشعرؒ اپنے اکابر کے پاس چلے گئے اور ہم تعزیتی نوٹ لکھنے اور محرومیوں کے آنسو بہانے کے لئے رہ گئے' وہ چلے گئے' ہم تیار بیٹھے ہیں' ان جانے والوں کے ذریعہ اپنے مرحوم اکابر کے پاس ہمارے کام کی رپورٹ پہنچ رہی ہو گی۔ مولانا اشعر تو اپنے سنہری کارناموں کے باعث اکابر کی ارواح کے اجتماع میں یقیناً سرخرو ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عالم ارواح میں اپنے اکابر کے پاس رسوا نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے بچا کر دارین کی سعادتوں سے نوازیں' قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ نصیب ہو جائے' آخری وقت تک اللہ تعالیٰ خدمت ختم نبوت سے محروم نہ فرمائیں اور سوائے اپنے دروازہ کے کسی دروازہ کا محتاج نہ بنائیں۔ آمین۔

تقریب سعید
ختم بخاری شریف وختم مشکوٰۃ شریف
نظام الدین شامزئی
محمد یعقوب صاحب نقشبندی
محمد تقی عثمانی صاحب
محمد حنیف جالندھری
پروگرام بروز ہفتہ ۸ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ بمطابق ۶ ستمبر ۲۰۰۳ء
حافظ عبدالقیوم نعمانی

تحفظ ختم نبوت کی تحریک

تاریخی جائزہ

مفتی محمد جمیل خان

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء اس اعتبار سے تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور مسلمانوں کے لئے مقدس ترین دن ہے کہ اس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے مسلمانوں کے دیرینہ اور قدیم مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے متفقہ طور پر حزب اختلاف کے ۳۶ اراکین کی جانب سے پیش کردہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخ قرارداد کی منظوری دی جو وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ کی جانب سے ترمیمی بل کی شکل میں منظور کی گئی اور درج ذیل دفعہ کو آئین کا حصہ بنایا۔

حزب اختلاف نے ۳۰/جون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے حوالے سے درج ذیل قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی:

"جناب اسپیکر!

قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا' نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان' بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں' اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں' دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار' چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں' جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطۃ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی' متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت' اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے' جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار' انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع

کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔"

اس سے قبل حزب اختلاف کے ۳۶ اراکین کی جانب سے متفقہ طور پر مولانا شاہ احمد نورانی نے درج ذیل قرارداد پیش کی جس پر حزب اختلاف کے تمام اراکین کے دستخط تھے:

محرکین قرارداد:

۱:.....مولانا مفتی محمود ۲:.....مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری ۳:.....مولانا شاہ احمد نورانی ۴:.....پروفیسر غفور احمد ۵:.....مولانا سید محمد علی رضوی ۶:.....مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) ۷:.....چوہدری ظہور الٰہی ۸:.....سردار شیر باز خان مزاری ۹:.....مولانا محمد ظفر احمد انصاری ۱۰:.....جناب عبدالحمید جتوئی ۱۱:.....صاحبزادہ احمد رضا قصوری ۱۲:.....جناب محمود اعظم فاروقی ۱۳:.....مولانا صدر الشہید ۱۴:.....مولانا نعمت اللہ ۱۵:.....جناب عمرہ خان ۱۶:.....مخدوم نور محمد ۱۷:.....جناب غلام فاروق ۱۸:.....سردار مولا بخش سومرو ۱۹:.....سردار شوکت حیات خان ۲۰:.....حاجی علی احمد تالپور ۲۱:.....جناب راؤ خورشید علی خان ۲۲:.....جناب رئیس عطا محمد خان مری۔

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کئے:

۲۳:.....نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی ۲۴:.....جناب غلام حسن خان دھاندلا ۲۵:.....جناب کرم بخش اعوان ۲۶:.....صاحبزادہ محمد نذیر سلطان ۲۷:.....مہر غلام حیدر بھروانہ ۲۸:.....میاں محمد ابراہیم برق ۲۹:.....صاحبزادہ صفی اللہ ۳۰:.....صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری ۳۱:.....ملک جہانگیر خان ۳۲:.....جناب عبدالسبحان خان ۳۳:.....جناب اکبر خان مہمند ۳۴:.....میجر جنرل جمالدار ۳۵:.....حاجی صالح محمد ۳۶:.....جناب عبدالمالک خان ۳۷:.....خواجہ جمال محمد کوریجہ۔"

مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک جس نے بھی جھوٹا دعویٰ نبوت کیا' اس نے اپنے آپ کو یا اس دعویٰ کو ایک الگ مذہب کے طور پر نہیں پیش کیا بلکہ مسیلمہ کذاب نے نعوذ باللہ اپنے آپ کو شریک نبوت ٹھہرا کر دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کیا' آدھے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تسلیم کیا اور آدھے پر اپنی جھوٹی نبوت کا جھنڈا لہرانے کی کوشش کی۔ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شریعت کے احکامات کی روشنی میں نہ صرف ان تمام تر دعوؤں کو مسترد کر دیا بلکہ مسیلمہ کذابت کے خلاف اعلان جہاد کرکے لشکر کشی کی اور سات سو سے زائد محدثین' مفسرین' قراء' حفاظ اور اہل بدر سمیت کل بارہ سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر کو شکست دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی عظمت کے ترانے بلند کئے۔ مسیلمہ کذاب کے بعد بھی جو بھی جھوٹا مدعی نبوت اٹھا' اس نے کسی تاویل یا غلط توضیح وتشریح کا سہارا لے کر اسلام کے قلعہ میں شگاف ڈالنے کی کوشش کی' اس بنا پر ہم جب جھوٹے مدعیان نبوت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کا ساتھ دینے والے ایسے افراد نظر آتے ہیں جو اسلام کی عظمت و سربلندی کے لئے اس کے ارد گرد اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جب ان کو حقائق کا علم ہوتا ہے تو وہ فوراً ایسے مدعیان نبوت سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں' اس بنا پر ابتدا میں ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ بڑے بڑے اہل علم نظر آتے ہیں لیکن ان کے آخری دور میں یہ تمام افراد ان کے ساتھ نہیں ہوتے بلکہ ان کے خلاف ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ جھوٹے مدعیان نبوت یہ تاثر بھی بڑی شد ومد سے دیتے ہیں کہ ان کے خلاف جو آواز بھی اٹھی ہے' اس کا تعلق فرقہ واریت اور تنگ نظری سے ہوتا ہے' یہ عقائد کی جنگ نہیں بلکہ مسلک اور فرقہ پرستی کی جنگ ہے' حالانکہ اس تاثر میں کسی قسم کی صداقت نہیں ہے۔

یہی صورت حال مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے پیش آئی۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے بعض ابتدائی دعوے کئے جس سے مستقبل میں جھوٹے مدعی نبوت ہونے کے اشارے ملتے تھے تو علمائے لدھیانہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی لدھیانہ آمد کے موقع پر اس پر اعتراضات کئے اور اس سے ان جھوٹے دعوؤں کی وضاحت چاہی' جس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ یہ علماء تنگ نظر ہیں اور میری

شہرت سے چلتے ہیں' حالانکہ اس تاثر میں کوئی صداقت نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتدائی طور پر عیسائیوں اور آریوں سے مناظرہ کی آڑ میں اپنے آپ کو "مناظر اسلام" کی حیثیت سے متعارف کرایا اور اس کے بعد جھوٹے دعووں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر یحییٰ عین اللہ بہاری تک جتنے جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوئے' انہوں نے امام مہدی' مسیح موعود یا نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ان دعووں کے ذریعہ قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش کی مگر مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ذی شعور شخص بھی اس قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے ہمیں ۸۶ دعوے ملتے ہیں جبکہ دو چار دعوے ایسے بھی ہیں جن کو تحریر کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔

ملاحظہ کیجئے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے:

(۱) محدث (۲) امام زمان (۳) مجدد (۴) مثیل مسیح (۵) مریم (۶) مسیح موعود (۷) ملہم (۸) حامل وحی (۹) مہدی (۱۰) حارث موعود (۱۱) رجل فارسی (۱۲) سلمان (۱۳) چینی الاصل موعود (۱۴) خاتم الانبیاء (۱۵) خاتم الاولیاء (۱۶) خاتم الخلفاء (۱۷) حسین سے بہتر (۱۸) حسین سے افضل (۱۹) مسیح ابن مریم سے بہتر (۲۰) یسوع کا ایلچی (۲۱) رسول (۲۲) مظہر خدا (۲۳) خدا (۲۴) مانند خدا (۲۵) خالق (۲۶) نطفہ خدا (۲۷) خدا کا بیٹا (۲۸) خدا کا باپ (۲۹) خدا مجھ سے ظاہر ہوا (۳۰) خدا سے ظاہر (۳۱) تشریعی نبی (۳۲) آدم (۳۳) شیث (۳۴) نوح (۳۵) ابراہیم (۳۶) اسحاق (۳۷) اسماعیل (۳۸) یعقوب (۳۹) یوسف (۴۰) موسیٰ (۴۱) داؤد (۴۲) عیسیٰ (۴۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم (۴۴) نبی (۴۵) ظلی طور پر محمدؐ (۴۶) ظلی طور پر احمدؐ (۴۷) موتی (۴۸) حجر اسود (۴۹) تمام انبیاء سے افضل (۵۰) ذوالقرنین (۵۱) احمد مختار (۵۲) بشارت اسماء احمد کا مصداق (۵۳) میکائیل (۵۴) بیت اللہ (۵۵) رودر گوپال (یعنی آریوں کا بادشاہ) (۵۶) کلنکی اوتار (۵۷) شیر (۵۸) شمس (۵۹) قمر (۶۰) محی (یعنی زندہ کرنے والا) (۶۱) ممیت (یعنی مارنے والا) (۶۲) صاحب اختیارات کن فیکون (۶۳) کاسر الصلیب (۶۴) امن کا شہزادہ (۶۵) جری اللہ (۶۶) برہمن اوتار (۶۷) رجل (۶۸) اشجع الناس (۶۹) معجون مرکب (۷۰) داعی الی اللہ (۷۱) سراج منیر (۷۲) متوکل (۷۳) آسمان و زمین میرے (۷۴) وجیہہ حضرت باری (۷۵) زائد المجد (۷۶) محی الدین (۷۷) مقیم الشریعہ (۷۸) منصور (۷۹) مراد اللہ (۸۰) اللہ کا محمود (۸۱) نور اللہ (۸۲) رحمۃ للعالمین (۸۳) نذیر (۸۴) منتخب کائنات (۸۵) من الاسراع (یعنی جس کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا) (۸۶) مجھ سے خدا نے بیعت کی۔

ان میں سے شاید ہی کوئی دعویٰ ایسا ہو جس کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگتا ہو' اس کے باوجود علمائے کرام نے احتیاط کی اور ہر ممکن طریقہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو ان دعووں سے باز رکھنے کی کوشش کی اور اس کے باوجود بھی اس کو موقع دیا کہ وہ ان دعووں کی وضاحت کر دے مگر مرزا غلام احمد قادیانی ان دعووں پر نہ صرف ڈٹا رہا بلکہ اس کی لئے تبلیغ کا بھی سلسلہ شروع کر دیا اور باقاعدہ طور پر ایک امت تشکیل دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہی قرار نہیں دیا بلکہ ان کو گالیوں تک سے نوازنا شروع کر دیا' حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کا برملا آغاز کیا اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر صحابہ کرام' اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے کرام کے خلاف ہتک آمیز الفاظ استعمال کرنے شروع کئے۔ ان عقائد اور مسلمانوں سے متعلق ان کی بعض عبارتیں ہم اس لئے پیش کرتے ہیں تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد واضح ہو جائیں:

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص:۱۱' خزائن نمبر ۱۸ ص ۲۳۱)

"بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور اشارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا اور "دانی ایل نبی" نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائل رکھا اور عبرانی میں لفظی معنی میکائل کے ہیں "خدا کی مانند"۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۵)

"یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔" (بقول مرزا بشیرالدین محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۰۵/۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

"میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۵۰ روحانی خزائن ص ۵۲۱ ج ۲۲)

"خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

"ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر الدین محمود)

"اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے، اور حرام زادہ ہے۔" (انوار الاسلام ص ۳۰ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔" (نزول المسیح حاشیہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۳۸۲ ج ۱۸ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ ص ۵۳ ج ۱۴ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

ان عقائد پر اصرار کے بعد کوئی مسلمان یا عالم دین کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ خاموش رہ سکتا، اس بنا پر علمائے لدھیانہ نے نہ صرف یہ کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا بلکہ دارالعلوم دیوبند، گولڑہ شریف اور دیگر مکاتب فکر کے بڑے علمائے کرام کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد تحریر کرکے ان سے فتویٰ طلب کیا۔

دارالعلوم دیوبند کے علمائے کرام نے کچھ وضاحتیں طلب کیں اور اس کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے قادیانیوں کے کفر کا فتویٰ جاری کیا، جس پر تمام علمائے کرام نے دستخط کئے۔ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا داؤد غزنوی وغیرہ نے بھی قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا فتویٰ جاری کیا، اور پیر مہر علی شاہؒ جو مدینہ منورہ ہجرت کی غرض سے تشریف لے جاچکے تھے، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر کہ تم سے خدا تعالیٰ برصغیر میں بہت اہم کام لیں گے، تم واپس جاؤ، ہجرت کا ارادہ ترک کرکے ہندوستان واپس تشریف لے آئے اور قادیانیت کی تردید اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے مشن کو حرز جان بنالیا، بڑی اہم کتابیں تصنیف کیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مناظرہ کی دعوت دی۔ برصغیر میں انگریز حکومت کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ مشکلات تھیں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے والوں کی سرپرستی انگریزی حکومت بہت اہتمام سے کرتی تھی۔ اس بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جھوٹی نبوت کے پیروکار کچھ نہ کچھ پیدا ہوگئے۔ ابتدا میں انفرادی طور پر مختلف علاقوں میں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے چیدہ چیدہ علمائے کرام نے کام شروع کیا۔ ۱۹۳۰ء میں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ اگر قادیانیت کا راستہ مسلمانوں نے اجتماعی طور پر نہ روکا تو اندیشہ ہے کہ مسلمان دھوکہ کھا کر کہیں اس گمراہ کن جماعت کی بھینٹ نہ چڑھ جائیں، اس بنا پر انہوں نے چھ ماہ

مسلسل اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور آخر کار مارچ ۱۹۳۰ء کو برصغیر کے تمام علاقوں سے چیدہ چیدہ علمائے کرام کو شیرانوالہ گیٹ لاہور میں تین دن کے لئے جمع کیا۔ اس اجلاس کے میزبان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ تھے۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مسلمانوں کو قادیانیت کی فریب کاریوں سے بچانے کے لئے ہمہ وقتی اجتماعی جدوجہد شروع کرنے پر آمادہ کیا اور اس سلسلہ میں نوجوان اور پر جوش مقرر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت'' مقرر کر کے خود بھی اس کام کو کرنے کے لئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پانچ سو علمائے کرام نے اس موقع پر ان سے بیعت کی۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر علمائے کرام اس وقت مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی کے لئے پورے ملک میں سرگرم عمل تھے۔ امیر شریعت نے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کو جمع کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی مہم کا آغاز کیا اور جگہ جگہ قادیانیوں کا تعاقب شروع کیا۔ تقریری' تحریری' مناظروں' مباہلوں اور اس وقت جو طریقہ بھی رائج تھا' اس کے مطابق قادیانیوں کو سمجھانے اور مسلمانوں کو کفر سے بچانے کی جدوجہد شروع کی۔ اس دوران بہاولپور میں ایک مسلمان لڑکی نے اپنے مجوزہ شوہر کے ساتھ رخصتی سے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کو نہیں مانتا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کرتا تھا۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ' امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر علمائے کرام نے عدالت کے ذریعہ بھی قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کروا کر اس نکاح کو ختم کرایا۔ ۲۰ تا ۲۲/ اکتوبر ۱۹۳۴ء آپ نے قادیان میں کانفرنس کر کے قادیانیوں کے مرکز اور گڑھ میں بیٹھ کر قادیانیوں کو دعوت اسلام دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے آگاہ کیا۔ قادیانیوں نے دلائل تسلیم کرنے کے بجائے امیر شریعت کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ ابتدائی عدالت نے چھ ماہ کی سزا دی' جس کو سیشن کورٹ نے ختم کر دیا۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان تک اسی طرح چلتا رہا۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت بعض رہنماؤں کی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے ظفر اللہ قادیانی ملک کے وزیر خارجہ بن گئے اور اس نے دنیا بھر میں پاکستانی سفارت خانوں کے ذریعہ قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی اور چناب نگر میں چک ڈھڈیاں میں ایک ہزار ۳۴ مرلے عطیہ کے طور پر الاٹ کی گئی زمین فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے صرف رجسٹری کے کل اخراجات دس ہزار ۳۴۸ روپے دے کر قادیانیت کا مرکز بنادیا اور اس کا نام ربوہ رکھا تا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاسکے کہ یہ نام قرآن میں آیا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے علمائے کرام نے اس پر احتجاج کیا' لیکن وزیر خارجہ کی پشت پناہی اور فوج میں اس وقت موجود بعض قادیانی جرنیلوں کی آشیر باد پر قادیانیوں نے اس علاقہ کو پاکستان کے اندر ایک الگ قادیانی ریاست بنانا شروع کر دیا۔ ۱۹۵۲ء تک قادیانیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اپنی قوم کو یہ لوریاں دے کر خوش کرتے رہے کہ عنقریب پاکستان دوبارہ بھارت میں شامل ہوگا اور انہیں اپنا مرکز قادیان دوبارہ مل جائے گا مگر جب اس کے آثار ختم ہو گئے تو پھر ۱۹۵۲ء میں انہوں نے اپنے جرنیلوں اور وزیر خارجہ کے ذریعہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے منصوبہ کا آغاز کیا اور اس کی تکمیل کے لئے ایک سال کا ٹارگٹ رکھا جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سخت احتجاج شروع کیا ۱۹۵۳ء میں وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے سرکاری سرپرستی میں سیرت النبی کے نام پر جلسہ کا اعلان کیا جس میں سیرت کے بہانے قادیانیت کی تبلیغ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا روپ باور کرایا جانا تھا۔ مسلمانوں نے اس کو روکنے کے لئے مظاہرہ کا اعلان کیا۔ جلسہ میں ظفر اللہ نے اسلام کو ''مردہ اسلام'' اور قادیانیت کو ''زندہ اسلام'' کہا جس پر ہنگامہ ہوا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا' اس طرح تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کا آغاز ہوا' رات کو تمام علمائے کرام گرفتار کر لئے گئے۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا ابوالحسنات صدر بنائے گئے' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا سید سلیمان ندویؒ' مولانا مفتی محمد شفیعؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مولانا احتشام الحق تھانویؒ' مولانا لال حسین اخترؒ' مولانا شاہ احمد نورانیؒ' مولانا عبدالحامد بدایونیؒ' مولانا عبدالستار تونسویؒ' سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ' شورش کاشمیریؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ' مفتی محمودؒ' مولانا معین الدین لکھویؒ اور دیگر سینکڑوں علمائے کرام نے تحریک کی قیادت کی۔ اس تحریک میں

پورے پاکستان کے مسلمانوں نے بھرپور حصہ لیا۔ حکومت کی جانب سے لاہور میں مارشل لا لگا کر عام مجمع پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی جس سے ہزاروں مسلمان شہید ہوگئے۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمان اور جاں نثاران ختم نبوت پس دیوار زنداں کئے گئے۔ فوج کے ذریعہ تحریک کو وقتی طور پر دبادیا گیا اور قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ منظور نہیں کیا گیا۔ البتہ قادیانیوں کی جانب سے بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور بعض دیگر مذہبی جماعتوں پر پابندی عائد کردی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علمائے کرام اور جاں نثاران ختم نبوت کی رہائی میں مصروف ہوگئی۔

۱۹۵۴ء میں جب اس جماعت پر سے پابندی اٹھائی گئی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے انتخابات ہوئے جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو امیر اور مولانا محمد علی جالندھری کو جنرل سیکریٹری منتخب کیا گیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے از سر نو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام شروع کیا۔ پورے پاکستان میں مبلغین مقرر کرکے دفاتر قائم کئے اور تبلیغی سلسلہ شروع کیا۔ قادیانی گروہ جن جن مقامات پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کام شروع کرتا' فوراً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما و رضاکار اس جگہ جاکر مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرتے۔

دوسری طرف قادیانیوں نے اندرون خانہ سرکاری محکموں میں اپنا کام شروع کیا اور فوج میں اثر ورسوخ قائم کیا' بہت سارے قادیانی جنرل کے عہدے پر پہنچ گئے' ایئرفورس کے سربراہ قادیانی مقرر ہوگئے۔ چناب نگر میں انہوں نے اپنی ریاست قائم کرلی۔ پیپلز پارٹی سے انتخابی مکاری کرکے بہت ساری مراعات حاصل کیں۔ بعض جگہوں پر کھلے عام تبلیغ شروع کردی۔

اس دوران نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباً کا ایک گروپ سوات کی سیاحت کے لئے چناب ایکسپریس سے سفر کرتے ہوئی چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو قادیانیوں نے ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کردی جس پر طلباً مشتعل ہوگئے اور نوبت ہاتھا پائی تک جاپہنچی۔ یونین کے صدر نے بیچ بچاؤ کرادیا۔ مرزا طاہر اس وقت قادیانیوں کی دہشت گرد تنظیم ''الفرقان فورس'' کے سربراہ تھے جبکہ مرزا ناصر قادیانی جماعت کے سربراہ تھے۔ مرزا طاہر نے ان مسلمان طلباء سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا اور ۱۸/فروری ۱۹۷۴ء کو جب یہ طلباً اپنا سفر مکمل کرکے واپس آرہے تھے تو ایک ہزار مسلح قادیانیوں نے چناب ایکسپریس کی اس بوگی پر ہلہ بول دیا' جس میں یہ طلباء سوار تھے اور ہاکیوں' لاٹھیوں' سریوں اور لوہے کی چینوں سے مار مار کر انہیں ادھ موا کردیا۔ قادیانی اسٹیشن ماسٹر اور قادیانی جماعت کی ملی بھگت سے ٹرین اس وقت تک چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر رکی رہی جب تک قادیانی غنڈے اپنی کارروائی کرتے رہے۔

بعدازاں ٹرین روانہ ہوئی تو فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر اس اندوہناک سانحے کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام جمع ہوگئے۔ طلباً کو ہسپتال بھیجا گیا۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی گئی۔ فوری طور پر مفتی محمود' مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا معین الدین لکھوی' نوابزادہ نصر اللہ خان اور دیگر سیاسی جماعتوں کا اجلاس بلایا گیا اور تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ صدر اور رفیق باجوہ جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے حزب اختلاف کی طرف سے اسمبلی میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی۔ تحریک کا اعلان ہوا۔ حکومتی لہجہ پہلے منتخب نمائندوں اور اپوزیشن کے خلاف تھا مگر جب کروڑوں مسلمانوں نے پورے ملک میں احتجاجی مہم شروع کردی اور ۱۴/جون کو پورے ملک میں مکمل پہیہ جام ہڑتال ہوئی تو حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ مذاکرات کے بعد وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دیا اور اس کا اجلاس طلب کرلیا۔ قومی اسمبلی کے اجلاس مسلسل ہوئے۔ قادیانیوں کے دونوں گروپوں کے سربراہوں مرزا ناصر اور مرزا صدرالدین لاہوری پر جرح کی گئی۔ مولانا مفتی محمود نے حزب اختلاف کی جانب سے اٹارنی جنرل کے ذریعہ ملت اسلامیہ کا موقف پیش کیا اور ان دونوں پر جرح کی۔ مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا سمیع الحق' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مفتی ولی حسن ٹونکی' مفتی احمد الرحمٰن' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری وغیرہ نے حوالہ جات وغیرہ تیار کرکے ''امت مسلمہ کا موقف'' نامی کتاب کو مرتب کیا اور حزب اختلاف کے اراکین کی امداد کی۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے بھی الگ سے ایک محضر نامہ اسمبلی میں جمع کرایا۔ مرزا ناصر نے واضح طور پر اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مفتی محمودؒ کے ایک سوال پر کہ ہم اراکین اسمبلی بھی کافر ہیں؟ اس نے جواباً کہا کہ ہاں! جس کی وجہ سے اراکین اسمبلی کے ذہن تبدیل ہوئے اور ان پر قادیانی مذہب کی حقیقت واضح ہوئی۔ یحییٰ بختیار‘ شورش کاشمیری‘ مولانا تاج محمود اور بعض دیگر ارکان نے ذوالفقار علی بھٹو کو حقائق سے آگاہ کیا اور مفتی محمودؒ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے خطرات کی نشاندہی کی۔

آخر کار ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترمیم منظور کی اور قادیانیوں کو غیر مسلموں کی فہرست میں شامل کیا گیا۔

قومی اسمبلی میں ترمیم تو منظور ہوگئی مگر اس پر مزید آئین سازی نہیں ہوئی۔ ۱۹۸۴ء میں شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد‘ مولانا فضل الرحمن‘ مولانا شاہ احمد نورانی‘ پروفیسر ساجد میر‘ قاضی حسین احمد وغیرہ کی قیادت میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے اسلام آباد میں دھرنا دیا۔ جس کے بعد راجہ ظفر الحق کا تیار کردہ ”امتناع قادیانیت آرڈی نینس“ جنرل ضیاء الحق نے جاری کیا اور بعد ازاں اس کو مجلس شوریٰ کے ذریعہ منظور کرا کر آئین کا حصہ بنایا۔ اس طرح ۱۸۸۸ء سے شروع ہونے والی تحریک ۱۹۸۴ء میں اپنے منطقی انجام کو پہنچی اور پوری دنیا میں عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت کے ترانے بلند ہوئے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سرکاری ترمیمی بل

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی عوامی تحریک کے حوالے سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو شام چار بجے قومی اسمبلی کا ایک فیصلہ کن اجلاس ہوا جس میں وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کی منظوری سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ترمیمی بل کی منظوری کا اعلان کیا۔ اس سرکاری ترمیمی بل کا متن درج ذیل ہے:

”آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے ایک بل:

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

۱:...... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲:...... آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں‘ جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین ”اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)“ درج کئے جائیں گے۔

۳:...... آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم:

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘ جو آخری نبی ہیں‘ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے‘ وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض وجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے‘ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے‘ اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔“

☆☆......☆☆

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150 روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75 روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75 روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100 روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلمان منصور پوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125 روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100 روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60 روپے	رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبداللطیف مسعودؒ قیمت: 100 روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100 روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20 روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600 روپے' احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

فرمائے یادی

لانبی بعدی

بمقام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۴ھ بمطابق 4 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/51422

REGD. NO. SS-160

2 3 اکتوبر 2003ء
۵ ۶ شعبان ۱۴۲۴ھ

بروز جمعرات جمعۃ المبارک

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

۲۲ ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان ختمِ نبوّت کانفرنس

زیرِ صدارت: مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علماء، مشائخ، سیاسی قائدین، دانشور اور وکلاء خطاب فرمائیں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبرز	514122	7780337	5862404	829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613